بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

ھمارا خدا ایک ھے ۔ نہ صرف ایک ھے بلکہ وحدہ لا شریک ھے ، ھمارا دین ایک ھے ۔ ھمارا کعبہ ایک ھے ۔ ھمارا رھنما اور پیغمبر ایک ھے ۔ ھمارا قرآن ایک ھے ۔ ھمارا فائدہ ایک ھے اور نقصان بھی ایک ھی ھے ھمارا مقصود ایک ھے اور مطلوب بھی ایک ھے ۔ اچھا تو پھر

کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلماں بھی ایک

ابھی ابھی پچھلے مہینہ میں دنیا کے ھر حصہ سے لاکھوں یعنی گیارہ لاکھ سے زاید خدا پرستوں نے عرفات کے میدان میں، مشعر حرام میں ، وادی منی میں اور عبادت الہی کے لئے تعمیر کی ھوئی پہلی مسجد کعبۂ شریف کی دیواروں کے سایہ میں ایک بار نہیں بار بار، اور بار بار ھی نہیں بلکہ حرکات و سکنات کے ھر موقع پر اپنے خالق اور ساری کائنات کے خالق کے سامنے لبیک لبیک کی پر عزم اور مضبوط آوازوں میں اپنے اس ازلی و ابدی عہد کو دھرایا ھے کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے، گوروں اور کالوں کے بنانے والے اور عربی و عجمی کو وجود میں لانے والے خدائے بزرگ و برتر کی آواز پر کان دھریں گے ، اور اس کے ھر حکم کی تعمیل کریں گے ۔ اس آواز کے خلاف کسی آواز کی اطاعت کبھی نہیں کریں گے ۔ جو کچھ کریں گے صرف اسی کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے کریں گے ۔ نعمت ایمان اسی نے دی ھے، اور شکر بھی اسی کا واجب ھے ۔

یہ اقرار اور بار بار اقرار، اور اس کے بعد عمل سے گریز، خدا کی پناہ کیسی

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.
http://iri.iiu.edu.pk/

صریح منافقت ہوگی۔ ایسی صریح اور اس قدر گھناؤنی منافقت کہ اس کے بعد لہم خزی فی الحیاۃ الدنیا و فی الاخرۃ لہم عذاب عظیم، کی آسمانی وعید کے سوا کچھ اور نہیں مل سکتا۔ اور آخرت کی سزائے عظیم تو جب ہوگی تب ہوگی۔ دنیا کے عام قوانین فطرت کے بموجب بھی سوچنا چاہئے، ہمارے زعماء اور ارباب اختیار کو بھی سوچنا چاہئے اور ہمارے عوام کو بھی سوچنا چاہئے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

یہ بڑی اچھی بات ہے کہ قریبی وقت میں یعنی اس ماہ (فروری ۱۹۷۴ء) کی ۲۲ تاریخ کو لاہور میں مسلم سربراہان ممالک کا اجتماع ہورہا ہے۔ ہماری بڑی امیدیں اس اجتماع سے وابستہ ہیں، اور اگر اس اجتماع سے بھی مسلمانوں کے مابین اتحاد افکار و اتحاد اعمال کی امیدیں وابستہ نہ ہوں تو اور کس سے وابستہ ہوں گی۔؟

یہی وہ حضرات ہیں جن کے ہاتھوں میں آج کل زمام اختیار ہے یہی وہ حضرات ہیں جن کو مسلمانوں نے اپنی گردنوں اور اپنی عزت کا محافظ قرار دے کر اپنی اپنی جگہ پر اختیارات سپرد کئے ہیں، اور یہی وہ حضرات ہیں جو زمین پر اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے اپنے ہر فکر و عمل کے لئے جواب دہ ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن سے خدائے بزرگ و برتر قیامت کے میدان میں حساب لے گا اور بڑاہی سخت حساب لے گا۔ ہماری دعا ہے کہ یہ لوگ دنیا اور آخرت میں دونوں جگہ سرخرو ہوں۔ خدا ان کے دلوں میں اخلاص و یقین، ان کے ذہنوں میں فراست و دانائی اور ان کے ارادوں میں عزیمت و استواری عطا فرمائے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ۔ اب ان واجب الاحترام قائدین سے زیادہ رعیت کے بارے میں خدا کے سامنے

جواب دہ ھونے والا کہاں سے لایا جائے گا۔

قومیں ارباب اختیار اور مدعیان علم کی غلط انگاری، غلط نگاھی اور غلط کاریوں سے برباد ھوجاتی ھیں۔ جب کسی قوم پر تباھی آنے والی ھوتی ھے تو سب سے پہلے اس قوم کے ارباب اختیار اور ارباب علم و دانش گمراھی کے راستہ پر چل پڑتے ھیں، اور اس کے بعد عوام ان کی اتباع کرکے تباھی کے گڑھے میں گرتے ھیں۔

خدا کرے یہ ارباب اختیار جو ھزاروں، لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں اور اربوں کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے اور ان کی بہبود کے لئے تدابیر سوچنے کو جمع ھورھے ھیں۔ ایمان اور یقین سے ان کے سینے مملؤ ھوں۔ ایمانی بصیرت اور فراست مومن سے ان کے دماغ آراستہ ھوں، اور وہ یہ حقیقت ھر وقت یاد رکھیں کہ :-

وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم

اگرچہ یہ دنیا عالم اسباب ھے لیکن ھمیشہ اور ھر موقع پر، اسباب اور صرف اسباب ھی فیصلہ کن ثابت نہیں ھوتے، اور اگر ایسا بہ ظاھر دکھائی بھی دے تو یہ بھی سمجھنا ضروری ھے کہ :-

خدا کی رضا جب کوئی بندہ حاصل کرلیتا ھے تو اللہ تعالی خود اس بندہ ھی کے ھاتھوں سے ایسے اسباب مہیا کردیتا ھے جن کی وجہ سے اسے کامیابی و کامرانی حاصل ھوجاتی ھے۔

چونکہ یہ اجتماع بہت بڑے اور عظیم الشان مقصد کے لئے ھو رھا ھے اور وہ مقصد ھے مسلمانوں کے مابین اتحاد و اتفاق اور اس ذریعہ سے دنیا میں پائیدار امن کا قیام، اس لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس اجتماع کو اتنے ھی بڑے خطرات بھی درپیش ھیں، یہ صحیح ھے کہ عوام چاھے کسی ملک کے ھوں، اور چاھے کسی مذھب و ملت کے پابندھوں، ھمیشہ امن پسند

ہوتے ہیں، لیکن بعض لوگوں کے مفاد کو قیام امن سے نقصان بھی پہنچتا ہے اور نقصان پہنچنے کا یہی اندیشہ ان کو امن عالم کی ہر تدبیر کے خلاف سازشیں کرنے پر تیار رکھتا ہے۔ یہ لوگ نہیں چاہتے کہ دنیا میں حقیقۃً کوئی پائیدار امن قایم ہوجائے۔ اس لئے اس اجتماع کے مقاصد کو نقصان پہنچانے اور اسے ناکام بنانے کی سازشوں سے یہ لوگ باز نہیں آ سکتے۔

ان میں سے دو قسم کے خطرات تو صاف نظر آرہے ہیں۔

۱۔ اول تو یہودیوں کی طرف سے اسے خطرہ ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ بڑی بڑی حکومتوں کی اعانت و امداد سے یہودیوں نے ہزاروں سال کی سرگردانی کے بعد ۱۵ مئی ۱۹۴۸ء کو فلسطین میں اپنی ایک حکومت قایم کرلی ہے۔ ادارۂ اقوام متحدہ کی پاس کردہ تجویز اس کی گواہ ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کا حکومت اسرائیل کے قیام میں کیا کردار تھا۔ اب اس کے بعد یہودیوں کا یہ مقصد کہ دنیا بھر سے یہودیوں کو لاکر یہاں بسایا جائے۔ پورا کیسے ہو، رقبۂ زمین صرف چند ہزار مربع میل، اور اس میں بسانا مقصود ہے دو کروڑ سے زاید یہودیوں کو۔ ظاہر ہے کہ اس رقبۂ زمین پر اتنے یہودی بسائے نہیں جاسکتے۔ اب تک صرف تیس لاکھ بسائے جا سکے ہیں۔ اس مقصد کے لئے اسرائیل کی حکومت گردوپیش کے علاقوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ یہ سارے علاقے مسلمانوں کے ہیں، اور یہ بھی بالکل ظاہر ہے کہ جنگ کے بغیر کوئی اپنے آپ کو جلاوطن کرکے اپنا علاقہ کسی کے سپرد نہیں کردیتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسرائیل بار بار جنگ چھیڑتا رہے۔ اور مسلمانوں سے لڑتا رہے اور وہ اپنی اس تدبیر پر ۱۹۴۸ء سے اب تک بار بار عمل کرتا رہا ہے، اور عمل کرتا رہے گا۔ وہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ امن سے نہیں رہ سکتا۔ امن سے اس کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا۔

یہودیوں نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے بڑے بڑے انتظامات کئے ہیں

دنیا میں جہاں کہیں کوئی یہودی ہے حکومت اسرائیل کو اپنی حکومت سمجھتا ہے اور جان و مال سے اس کی امداد کرتا ہے ۔ ان میں اتحاد و تنظیم کا وہ نقشہ نظر آتا ہے کہ اقوام عالم ان سے سبق لیں ۔ اسی طرح پروپیگنڈا کے لئے انھوں نے دنیا کے بہت سے ممالک سے اپنے اخبار و رسائل نکالنے کا سلسلہ بڑی تنظیم اور بڑے اہتمام کے ساتھ شروع کر رکھا ہے ۔ ان کے علاوہ مسلمانوں میں عموماً اور خصوصیت کے ساتھ عرب ممالک میں اپنے کارندے پھیلا رکھے ہیں ۔ کچھ منافقوں کو انھوں نے خرید لیا ہے اور ان سے کام لے رہے ہیں ۔ بعض لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، لیکن جہاد کو حرام سمجھتے ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی صادق کہتے ہیں ۔ لیکن ان کی نبوت کو ہدایت کے کے لئے ناکافی قرار دے کر اپنے لئے جدید نبی بنا رکھا ہے ، یہ لوگ خصوصیت کے ساتھ یہودیوں کے لئے بڑے کارآمد ثابت ہورہے ہیں۔ یہ آسانی کے ساتھ مسلمانوں میں گھل مل جاتے ہیں اور صیہونیوں کی گراں قدر خدمات انجام دیتے ہیں ۔ دولت کی تو یہودیوں کے یہاں کوئی کمی نہیں ۔ ایسے مدعیان اسلام پر وہ بھی بارش زر کیا کرتے ہیں ۔ اور ان کے ذریعہ مسلمانوں میں مایوسی اور افتراق پیدا کرتے ہیں۔

دوسرا خطرہ ان سے ہے جو اسلحہ سازی کے کاروبار کو طلب کی کمی اور کساد بازاری سے بچانے کے لئے چاہتے ہیں کہ ہمیشہ کہیں نہ کہیں جنگ جاری رہے ورنہ اسلحہ کی مانگ کم ہوکر ان کا کاروبار بیٹھ جائے گا۔ ان لوگوں نے بڑی بڑی حکومتوں میں اس قدر اثر پیدا کرلیا ہے کہ ان کی خارجہ پالیسی ان کے مقاصد کی غلام ہوکر رہ گئی ہے ۔ وہ ہمیشہ اپنے مفاد کے مطابق اس کی صورتگری کرتے رہتے ہیں ۔

ہمیں یقین ہے کہ ان خطرات سے امت اسلامیہ کے یہ ذمہ دار قائدین و ملوک ہم سے بہت زیادہ آگاہ ہیں ۔ اور خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ان

کے مقصد اجتماع کو کس کس طرف سے اور کن اقسام کے لوگوں سے خطرات لاحق ہیں ۔ یقیناً انہیں خداوند تعالیٰ کی دی ہوئی یہ ہدایات بھی اچھی طرح یاد ہی ہونگی کہ :۔

یا ایہاالذین آمنوا لاتتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خبالا (۳-۱۱۸)

ولا تطع الکافرین و المنافقین (۳۳-۴۷)۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی ان کے مبارک مقصد کو ہر خطرہ سے محفوظ رکھے، اور انہیں شاندار کامیابی عطا فرمائے ۔ حکومت پاکستان نے یہ کانفرنس طلب کر کے امت مسلمہ کی بلکہ دنیائے انسانیت کی گراں قدر اور بڑی بے مثال خدمت انجام دی ہے ۔ اس کے لئے پاکستان ساری دنیا کی طرف سے شکریہ کا مستحق ہے ۔

— — — —

۱۲ جنوری ۱۹۷۴ء کو صدر لیبیا جناب کرنل معمر قذانی صاحب اور جناب حبیب بورقیبہ صاحب صدر دولت تونسیہ نے تونس کے قریب ایک جزیرہ میں بیٹھ کر دونوں ملکوں کو ملا کر ایک ملک بنادینے کا معاهدہ کرلیا اس ملک کا نام ہوگا، الجمہوریة الاسلامیة العربیة ۔ اس ملک کا رقبہ اور آبادی یہ ہوگی ۔

لیبیا ۔ رقبہ ۔ ۶۷۹۳۵۹ مربع میل ۔ آبادی ۔ ۲۰۷۰۰۰۰

تونسیہ ۔ رقبہ ۔ ۶۳۳۷۸ مربع میل ۔ آبادی ۵۲۵۳۰۰۰

الجمہوریة الاسلامیة العربیة ۔ رقبہ ۔ ۷۴۲۷۳۷ ۔ اور آبادی ۔ ۷۳۲۳۰۰۰ ۔

لیبیا رقبہ میں بڑا اور ذرائع آمدنی کے اعتبار سے زیادہ خوش‌حال و دولت مند ہے ۔ صدر لیبیا کا اتحاد کے لئے یہ ایثار بہرنوع قابل صد آفریں ہے ۔ وہ اس سے پہلے بھی مصر کے ساتھ انضمام کی سعی کرتے رہے ہیں اور مصر تدریجی طور پر مختلف مرحلوں میں انضمام کے لئے راضی بھی ہوگیا تھا ۔ لیکن صدر لیبیا

کو اس پر اصرار ہے کہ انضمام کا عمل مکمل طور پر اور یکبارگی ہوجانا مناسب ہوگا۔

اللہ کرے کہ تونیسیا کے ساتھ لیبیا کا انضمام مکمل ہو جائے۔ اور دونوں علاقوں کے لوگ جو اس انضمام سے بہت خوش ہیں، اس جدید انتظام سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد سے جو یہ چھوٹے چھوٹے ممالک بنائے گئے ہیں، وہ یورپ کی استعماری حکومتوں کی سیاست گری ہے اس سے انتظام کا غیر ضروری بوجھ عوام کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اور چھوٹی چھوٹی حکومتیں اس قدر کمزور رہتی ہیں کہ ترقی کے منازل کامیابی کے ساتھ طے نہیں کر سکتیں۔ وہ ہربات کے لئے ان ہی مستعمرین کی محتاج رہتی ہیں جن سے بہ مشکل انہیں گلو خلاصی حاصل ہوئی ہے۔ اور شاید ایسی چھوٹی چھوٹی حکومتیں بنانے سے مستعمرین یورپ کا مقصد بھی یہی ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ ہمارے قائدین اور رہنما ایثار سے کام لے کر مستعمرین کی سیاست گری اور استحصال کا مقابلہ کریں۔ ورنہ صورت حال یہ رہے گی۔ کہ ع

وہ قید میں ہیں اب بھی جو چھوٹے ہیں قید سے

(بقیہ صفحہ ۳۰۵)

کے لئے تحقیقی کام ہورہا ہے ان میں سے چند یہ ہیں :-

۱ - برصغیر پاک و ہند میں دعوت اسلامی اور اس کا ارتقاء۔

۲ - جزائر ملایا میں اسلامی دعوت کی تاریخ -

۳ - نواب صدیق حسن خان نواب بھوپال اور مطالعہ قرآن و سنت کی ترویج کے لئے ان کی مساعی -

۴ - سری لنکا (سیلون) میں دعوت اسلامی کی تاریخ، تفصیلات اور اس کے ارتقائی مراحل کی توضیح -

۵ - مولانا حمید الدین فراهی — ان کی زندگی، ان کا طریقۂ تفسیر اور پاک و ہند میں ان کے طریقۂ تفسیر کے اثرات۔